

پیغام رمضان

خطبہ جمعہ بموقعہ رمضان المبارک ۲۰۱۸ء

منجانب: آل انڈیا امامس کونسل

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد! فأعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰه الرحمن الرحیم
”یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون“۔ (بقرہ: ۱۸۳)

معزز سامعین کرام!

تمام امت مسلمہ کو رمضان کا یہ پاکیزہ مہینہ بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک مرتبہ پورے مہینے کا روزہ ہر بالغ مسلمان پر فرض کیا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق رمضان کا روزہ طبی لحاظ سے بھی بہت ہی مفید اور صحت کے لیے ضروری ہے۔ اس میں ذاتی جسمانی فائدہ بھی ہے اور معاشرتی اجتماعی فائدہ بھی۔ اسلام ایک خاندان ہے، اس خاندان کی تعمیر و ترقی باہمی تعاون اور سماجی ہمدردی پر موقوف ہے۔

رمضان کا مہینہ اس لیے آتا ہے؛ تاکہ یہ اہل ایمان کو شیطان اور خواہشات نفس کی زنجیروں سے آزاد کر کے روحانیت اور اخلاق کی ان بلند یوں تک پہنچادے جہاں پہنچنے کے بعد ایک مسلمان اس روئے زمین پر خدا کا نمائندہ بن جاتا ہے۔ ”لعلکم تتقون“۔

اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو تورات دینے کا فیصلہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اس وقت ملی جب وہ روزہ کی حالت میں تھے۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو قرآن کا تحفہ اس وقت بخشا گیا جب آپ غار حراء میں روزہ کی حالت میں کئی دن گزار چکے تھے۔ اس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ روزہ انسان کے اندر ایسی صلاحیتوں کو وجود بخشتا ہے جس سے انسان ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ گویا روزہ انسان کی تطہیر و پاکیزگی کا ایک مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ جس پاکیزگی کے بغیر کوئی شخص اللہ کا نمائندہ بن نہیں سکتا ہے۔

حدیث قدسی ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ رمضان لغوا اور بیہودہ باتوں اور کاموں سے روکنے کے لیے آتا ہے۔ ہم مسلمان اس رمضان کو اس طرح گزاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائیں کہ اپنی جنت کے وسیع و عریض جنت کے دروازے کھول دے۔

عبادات:

”وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءً، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَ يُؤْتُوا الزَّكَاةَ، وَ ذَلِكِ الدِّينَ الْقَيِّمَةَ“۔ (البینہ: ۵)

عبادت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔ بندگی کے اظہار کے بنیادی تین طریقے ہیں: (۱) عبادت بالقلب، (۲) عبادت بالجسم، (۳) عبادت بالمال والخدمۃ یعنی سماجی خدمت کے ذریعہ کے عبادت کا اظہار۔

(۱) قلبی عبادت: کلمہ شہادت کا قرار اور دل میں اس کا مضبوط یقین، یہی قلب کی عبادت ہے۔ جس دل میں اللہ کا جتنا مضبوط یقین اور مستحکم اعتماد ہوگا وہ دل اللہ کے نزدیک اتنا بڑا عبادت گزار شمار ہوگا۔

(۲) جسمانی عبادت: نماز کی طرح روزہ بھی جسم کے ذریعہ اللہ کی بندگی کے اظہار کا طریقہ ہے۔ نماز میں ذاتی تربیت ہے۔ روزہ میں اپنی باطنی صفائی کے ساتھ دوسروں کی ہمدردی، غنخواری اور صبر و تحمل کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ روزہ سے دوسروں کے بھوک اور فقر کا احساس ہوتا ہے۔ غریبوں کے دکھ و درد میں شریک ہونے کا شعور و جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۳) مالی اور سماجی عبادت: حج میں بدنی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی ہے؛ نیز اس میں عالمی حالات سے آگاہی اور عالمی انسانی ضروریات کی تکمیل کا جذبہ و احساس پیدا کرنا بھی مقصد ہے اور زکوٰۃ میں صرف سماج کی خدمات کا پہلو نمایاں ہے۔ سماج کے ہر شعبے میں کام کرنے والوں (غریبوں، مزدوروں،

قیدیوں، بے سہاروں، خانہ بدوشوں، مفلس مسافروں اور اللہ کے راستے میں اپنی خدمات پیش کرنے والوں) کی ضروریات کو پورا کرنے کے ذریعہ اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

یہی اصل اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص سماجی خدمات کو عبادت نہیں سمجھتا ہے تو وہ اسلام کے صحیح راستے پر قائم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے خلاف کام کرنے والے کو سخت انداز میں جھڑکا ہے۔ اس کو ”دین کا جھٹلانے والا“ کہا ہے:

”أرأيت الذي يكذب بالدين، فذالك الذي يدع اليتيم، ولا يحض على طعام المسكين.“ (ماعون: ۱-۳)

اس میں دین کو جھٹلانے والا اس شخص کو کہا ہے جو یتیم کو دھکے دینے والا ہے۔ نہ خود غریبوں اور سماجی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو اس کام کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

اس کے بعد ہی نماز کا حکم کے بارے میں بتایا ہے۔ اس سے سماجی کام کی اسلام میں اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں حضرت عباسؓ اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ ایک ضرورت مند آدمی آیا تو آپ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے باہر نکل گئے۔ اس صحابی نے بتایا کہ: آپ تو اعتکاف میں تھے، کیا آپ کو یاد نہیں؟ تو عباسؓ نے فرمایا کہ: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ”اگر کوئی ضرورت مند تمہارے پاس آئے اور تم اس کی ضرورت کو پوری کر دو، تو یہ مسجد نبوی میں دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔“

صلہ رحمی:

”وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ“. (نساء: ۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص آج (قیامت) کے دن ہمارے ساتھ نہیں بیٹھے گا، جس نے رشتہ اور تعلق کو توڑا ہوگا۔“

انسان ایک سماجی مخلوق ہے۔ وہ اکیلا رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔ اس لیے ہر انسان ایک وسیع رشتہ سے جڑا ہوا ہے۔ ماں باپ، ماموں مامی، بیٹا بیٹی، چچا تایا، بھائی بہن، سسرالی، ددھیاری اور ننھیاری رشتہ وغیرہ۔ اس رشتہ کو مضبوط کرنا ہے۔ رشتہ کو جوڑ کر رکھنا بندوں پر فرض ہے۔ فیملی کے ساتھ تعلق توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائیں گے۔ ”لا تنزل الرحمة على قوم فيهم قاطع الرحم“. (مرقاۃ المفاتیح: ۷/۳۰۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”و من كان يؤمن بالله و اليوم الآخر فليصل رحمه“. (صحیح بخاری: ۸/۳۲)

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ رشتے جوڑ کر رکھے۔

رشتہ جوڑنے کا تین فائدے ہیں:

(۱) رشتہ جوڑنے والے کو جنت ملتی ہے، جو رشتہ توڑتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ حدیث میں ہے ”لا يدخل الجنة قاطع الرحم“ (بخاری)

(۲) جو صلہ رحمی کرے گا، اس کے رزق میں برکت پیدا ہوگی۔ رشتہ توڑنے والا اس سے محروم رہے گا۔

(۳) صلہ الرحم سے عمر میں برکت حاصل ہوتی ہے اور انسان کو کاخِ خیر زیادہ سے زیادہ کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: ”من أحب أن يبسط له في رزقه، وينسأ له في أثره، فليصل رحمه“. (صحیح بخاری: ۵/۸)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا رزق بڑھا دیا جائے اور اس کی عمر میں برکت

دے دی جائے، تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔“

رشتہ داروں سے رشتہ جوڑنا اور جوڑ کر رکھنا اور ان کے سارے حقوق ادا کرنا یہ صلہ رحمی ہے۔

فتوحاتِ رمضان:

”لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ، فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“۔ (آل عمران: ۱۲۳)

رمضان کا مہینہ ہر اعتبار سے انسانی تربیت اور سماجی تعمیر کا ذریعہ ہے۔ جس طرح اس مہینے میں عبادات کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، اسی طرح دوسروں کی ہمدردی اور غمخواری میں جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے اس کا اجر بھی سترگنا زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

یہ مہینہ روحانی لحاظ سے قربت الہی کے حصول کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ عبادات، تسبیحات، مذاکرات، تلاوت اور خیر و خیرات، عطیات و زکات شب بیداری، اعتکاف وغیرہ سب روحانی منازل کے ترقی کے راستے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہر نیک عمل کا ثواب سترگنا زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

جسمانی اعتبار سے یہ مہینہ طعام و نیام اور خواہش انسان پر کنٹرول، جسمانی ورزش اور ذہنی تیاری کا اہم موقع ہے۔ حفظانِ صحت اور تندرستی اعضاء ہی انسان کو مشن پر مضبوط اور استحکام عطا کرتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے بچوں کو تہذیب و ادب سکھاؤ اور انھیں تیرنے کی تربیت دو“۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاقت و رمومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے“۔

رمضان میں یوں تو بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں؛ لیکن دو واقعے (بدروغ مکہ) ایسے پیش آئے ہیں جو ہر رمضان میں مسلمانوں کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے ہیں اور انھیں عملی طور پر مضبوط کر بڑے سے بڑے حالات کے مقابلہ کے لیے تیار رکھتے ہیں۔

(۱) واقعہ بدر: سترہویں رمضان ۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء کو بدر کا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان بے سرو سامان تھے۔ ان کے پاس نہ ہتھیار تھا نہ سواری۔ وہ اسبابِ حرب و ضرب سے بھی نہتے تھے؛ مگر ان کے پاس جرأتِ مندی اور اللہ پر بھروسہ تھا۔ اس جنگ میں کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جس نے یہ کہا ہو کہ: آپ لوگ جا کر لڑیے میں تو کمزور اور بیمار ہوں۔ تمام صحابہ نے اس جنگ میں روزہ رکھ کر حوصلہ اور ہمت کا مظاہرہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں عظیم الشان فتح و کامرانی سے ہم کنار کیا۔

(۲) واقعہ خندق: یہ جنگ ذوالقعدہ، ۵ھ، مطابق: مارچ ۶۲۷ء میں ہوئی، قریش جنگ کے لیے شوال میں پہنچے تھے؛ مگر مسلمانوں نے خندق رمضان ہی میں کھودنا شروع کر دیا تھا۔ جس میں تین سے چار ہفتے صرف ہوئے تھے۔

(۳) فتح مکہ: انسانی تاریخ کا بے مثال واقعہ ”فتح مکہ“ کا واقعہ ہے۔ جو سن آٹھ ہجری میں آٹھ رمضان المبارک، مطابق: جنوری ۶۳۰ء کو پیش آیا ہے۔ صحابہ کرام کے بڑے جتھے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی اور اللہ نے کفر کی طاقت کو سرنگوں کر دیا۔ روزہ کی حالت صحابہ اس قدر پر جوش تھے کہ سب کی زبان پر ”اليوم يوم الملحمة“ کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ وہاں کم ہمتی یا بزدلی کا کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا۔ کیا آج رمضان میں ہم اس طرح کے حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟۔۔۔ ان پر جوش حالات میں بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ”اليوم يوم الرحمة“ آج کا دن غنودہ و درگزر کا دن ہے۔ جو ابوطالب کے گھر میں پنا لے گا اسے بھی اور جو ابوسفیان کے گھر میں پنا لے گا اسے بھی امن مل جائے گا“۔ اور یہ کوئی سمجھوتہ نہیں تھا؛ بلکہ دشمن پر کنٹرول اور مکمل اختیار کے بعد انھیں معافی عطا کرنا تھا۔

غزوہ تبوک رمضان، ۹ھ مطابق: اکتوبر ۶۳۰ء میں ہوئی۔ مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ شام کے مسیحی ہرقل کی مدد سے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ مسلمان رمضان اور شدت کی گرمی میں نکل پڑے تھے، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی۔

فتح مکہ اور بدر دوسری اسلامی جنگوں میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور دونوں رمضان المبارک کے مہینے میں پیش آئے ہیں، جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان ہمیں کمزور کرنے یا گوشہ نشین بنانے کے لیے نہیں؛ بلکہ روحانی طاقت میں اضافہ کرنے اور جسمانی قوت جلا پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔ ایک مومن جس طرح غیر رمضان میں اپنی قوت اور تمام وسائل کے ساتھ باطل سے دو بہ دو بات کرنے کے لیے تیار رہتا ہے، اسی طرح رمضان میں بھی؛ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تیار رہتا ہے۔ رمضان انھیں کمزور نہیں کرتا کہ حوصلہ ہار جائے؛ بلکہ انھیں اور زیادہ سخت اور مضبوط بنا دیتا ہے۔

اس طرح کے فتوحات آج ہمارا منتظر ہیں۔ ہمارا عزم و حوصلہ ہی اللہ کی مدد و نصرت کو ہم تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ نے جس طرح بدر میں مدد کی اور فتح

مکہ میں کافروں کو سرنگوں کیا۔ آج بھی وہ اس پر قادر ہے۔ ہر مومن کے لیے رمضان ایک انقلاب لے کر آتا ہے، اس کو عملی اور زمینی سطح پر وجود بخشنا ہم مسلمانوں کا کام اور فرض ہے۔

بس یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طاقت مومن کمزور اور ضعیف مومن سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

صدقہ:

”وَمَا تَنْفَقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلْأَنْفُسِكُمْ، وَ مَا تَنْفَقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ، وَ أَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ“۔ (بقرہ: ۲۷۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”ایک مرتبہ ایک شخص صحراء میں سفر کر رہا تھا، اتنے میں اس نے بادل میں ایک آواز سنی: ”اسق حدیقة فلان“ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو۔ بس آنا فناً بادل تن گیا۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور سارے پہاڑی نالے بھر گئے۔ نالی کا پانی ایک سمت میں بہنے لگا۔ وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا۔ وہ اپنی ایک باغ میں پہنچا۔ جہاں ایک شخص کدالی لے کر پانی کو ادھر ادھر کاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے اس آدمی سے پوچھا: اے فلاں! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو بادل سے سنا تھا۔ تو باغ والے نے کہا کہ: آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ تو اس نے بتایا کہ: میں بیاباں سے گزر رہا تھا تو جس بادل کا یہ پانی ہے اس میں کوئی تمہارا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ اس کے باغ کو سیراب کرو۔ آخر تم ایسا کیا کرتے ہو اس باغ میں جو تمہارا نام لے کر بادل کو پانی دینے کا حکم دیا جا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا: جب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنو! میں کوئی بڑا کام نہیں کرتا ہوں۔ جو بھی پیداوار ہوتی ہے، اس کو تین حصوں میں بانٹ دیتا ہوں۔ ایک حصہ (مساکین، سائلین اور ابن سبیل پر) صدقہ کر دیتا ہوں۔ دوسرا حصہ اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیتا ہوں اور تیسرا حصہ پھر باغ میں لگا دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم: ۴/۲۲۸۸)

صدقہ کا بدلہ صرف آخرت میں ہی نہیں دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملے گا۔ صدقہ دینے کی ہر آدمی عادت ڈالیں۔ صدقہ صرف مال داروں پر نہیں؛ بلکہ غریب، فقیر اور مسافر بھی اور ہر طرح کا آدمی اپنی سطح پر صدقہ دے سکتا ہے اور دینا چاہیے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اتقوا النار ولو بشق تمرۃ“۔ (سنن نسائی: ۷/۷۴)

حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، فمن لم يجد فبکلمۃ طیبۃ“۔ (صحیح بخاری: ۱۱۲/۸)

تم جہنم سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہی سہی۔ اور جس کو وہ بھی میسر نہ ہو تو کم از کم ایک اچھی بات کے ذریعہ ہی۔

جہنم سے ہم کو بچنا ہے تو صدقہ کرنا چاہیے۔ اس سے دنیا میں بھی ہم کو فائدہ ہے اور آخرت میں تو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچائے گا ہی اور دوسروں کو جو فائدہ ہوگا اس کا اجر الگ سے ملے گا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ غریبوں کو خالی ہاتھ مت لوٹاؤ، کھجور کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو دے کرواپس کرو:

”یا عائشۃ! لاتردی المسکین ولو بشق تمرۃ“۔ (سنن ترمذی: ۴/۵۷۷)

صدقہ فطر کا مقصد:

صدقہ فطر ہر وہ مال ہوتا ہے جسے مسلمان عید کے دن اپنے آپ کو پاک کرنے کی نیت سے اپنے مال میں سے محتاجوں کے لیے نکالتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب کیا ہے، آزاد کی طرف سے، غلام کی طرف سے، مرد اور عورت کی طرف سے، چھوٹے اور بڑے کی طرف سے ایک صاع کھجور اور ایک صاع جو۔

عن ابن عمرؓ أن رسول الله ﷺ فرض زكاة الفطر من رمضان على كل نفس من المسلمين حر، أو عبد، رجل أو امرأة، صغير أو كبير، صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير“۔ (سنن نسائی)

اس سے اس کے روزے میں پیدا شدہ خلل جیسے لغویات یا فحش بات کی تلافی مقصود ہوتی ہے۔

عن ابن عباسؓ: "فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر طهرة للصائم من اللغو، والرفث، و طعمة للمساكين من أداها

قبل الصلاة، فهي زكاة مقبولة، و من أداها بعد الصلاة فهي صدقة من الصدقات"۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر اس لیے فرض فرمایا تاکہ روزہ دار فضول، نازیبا اور بری باتوں سے پاک ہو جائے۔ اور مسکینوں کو کم از کم عید کے دن اچھا کھانا پینا میسر آجائے۔ جس اس کو عید سے پہلے ادا کیا تو وہ ایک قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو وہ اور صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کے دو مقصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکین اور ضرورت مند کے لیے عید کے دن اچھے کھانے پینے کا انتظام۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آج (عید) کے دن مسکینوں کو ادھر ادھر پھرنے سے بے نیاز کر۔ "أغنوهم عن الطواف في هذا اليوم"۔

(دارقطنی، بیہقی، حاکم)

صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے نصاب پر سال گزرنا شرط نہیں۔ حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فطر

سے ایک یا دو دن پہلے خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: "أدوا صاعا من بر أو قمح، بين اثنين أو صاعا من تمر، أو صاعا من شعير عن كل حر أو عبد، صغير و كبير"۔ (حدیث)

صدقہ فطر کے وجوب کے لیے عید کے دن طلوع فجر کے وقت نصاب کا مالک ہونا شرط ہے۔

کن کن کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے:

اپنی زیر کفالت سب کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب ہے۔ اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے محتاج بچوں کی طرف سے، اگر بچے مال دار ہوں تو

ان کے مال سے ان کا صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔ اگر اولاد محتاج یا مجنون ہو تو ان کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب ہے۔

گیہوں نصف صاع (پونے دو سیر)، جو، کھجور اور کشمش و منقہ ایک صاع (ساڑھے تین سیر)

صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

صدقہ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مر جائے اس پر واجب نہیں

اور جو بچہ طلوع فجر سے پہلے پیدا ہوا، یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔ جو بچہ طلوع فجر کے بعد پیدا ہوا، یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس

پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا۔

صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاة کے مصارف ہیں۔

عید الفطر:

عید کی خوشیاں تقسیم کرنا سعادت مندی کی بات ہے۔ اسلامی تہواروں کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فضول خرچی سے بچ کر دوسروں کی خوشیوں کی

رعایت کی جاتی ہے۔ اچھے کپڑے اور اچھے عطر کے ساتھ دوگانہ عبادت، اچھا کھانا اور اچھا پینا اور خوش مزاجی اور خوش خلقی یہی تو عید کا عمل ہے۔ یہ جس طرح

اپنے لیے پسند کرتے ہیں دوسروں کے لیے بھی پسند کریں۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کو اپنے گھر بلائیے، اچھے اخلاق کا اظہار کیجیے، اپنے جیسے کھانے

پینے میں اس کو شریک کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی سعادتیں اور عید کی برکتیں فراہم کرے اور دوسروں میں بھی حسب استطاعت یہ سعادتیں اور برکتیں

بانٹنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

